

جماعت اسلامی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی مہم

سوال :

میں اپنے قصبہ..... میں جماعت اسلامی کی طرف سے کام کر رہا ہوں۔ چند اور رفیق بھی میرے ساتھ ہیں۔ انفرادی مخالفت پہلے بھی تھی جس کی رپورٹ میں اپنی جماعت کے مرکز کو بھیجا تھا۔ لیکن اب ایک معاملہ ایسا پیش آگیا ہے کہ آپ سے استفادہ کرنا گریز ہو گیا ہے۔ پدموں سے ایک مولانا صاحب جن کا نام..... ہے یہاں شریعت لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے قصبہ میں اپنے خاص اشتہارات (ایک نفل منسلک ہے) کافی تعداد میں تقسیم کرائے ہیں پھر شام کو ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کر کے جماعت اسلامی کے خلاف بہت کچھ زہر افگلا ہے۔ میں چند باتیں ان کی عرض کر کے ملتس ہوں کہ ضروری تصریحات سے چند روز بعد میری رہنمائی فرمائی جائے۔

مولانا مذکور کے ارشادات یہ تھے :-

(۱) جماعت اسلامی کے بڑے امیر سید ابوالاعلیٰ صاحب نہ تو کوئی مستند عالم ہیں نہ کوئی منبر۔ صرف اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر تفسیر کرتے ہیں۔ اس کی مثال انہوں نے یہ دی ہے کہ لوں تناؤ اور لبر حتیٰ تنفق و ما یحبونہ کا ترجمہ خطبات میں یہ ہے کہ ”نیکی با امر قہ تم کو نہیں مل سکتا جب تک کہ تم وہ سب چیزیں خدا کے لئے قربان نہ کرو جو تم کو عزیز ہیں۔“ اس کی تشریح میں مولانا لائے مذکور نے یہ فرمایا کہ دیکھو جماعت اسلامی تم کو نیک اور مسلمان نہیں سمجھتی جب تک کہ تم کل مال خدا کی راہ میں جماعت کو نہ دے دو۔ ورنہ اس کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ تم نیکی میں کمال حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی پیاری چیزیں سے کچھ خدا کی راہ میں قربان نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ نیک اور مسلمان تو تم ہر وقت ہوتے ہی، جب تک تم یہ کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں، البتہ کامل جب ہو گے جب پیاری شے میں سے کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دگے۔

قرآن کے چند ترجموں میں میں نے بھی دیکھا ہے کہ لفظی ترجمہ یہی ہے جو انہوں نے کیا ہے۔

اس کی کیا تادیل ہو سکتی ہے ؟

(۲) پھر انھوں نے یہ کہا کہ دیکھو جماعت اسلامی قرآن میں تخریف کر کے اس کو اپنے منشاء کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے ثبوت میں انھوں نے ایک رسالہ ترجمان القرآن جلد ۱۲، عدد ۲، ص ۴۱۱ مطبوعہ اپریل ۱۹۳۹ء ص ۱۳۹ پر سورۃ بقرہ رکوع ۲۴ کی ایک آیت پیش کی ہے رسالہ مذکور میں تحریر کردہ آیت یہ ہے : **يَا أَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا فِي اسْلِمِمْ كَفَه** حالانکہ قرآن پاک میں یہی آیت اس طرح درج ہے : **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَه** الخ۔ یہ ان کی ایسی دلیل ہے جو واقعی ہے اور مخالف لوگ اس تخریف سے جتنا بھی متعلق ہوں کم ہے۔ چونکہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس کی بقا کے لئے ہر مسلمان خواہ وہ بے عمل ہی کیوں نہ ہو، جان کی بازی لگ سکتا ہے، تو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ؟

مولانا مذکور نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے جماعت اسلامی کو بیچ دین سے اکھاڑ پھینکنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور جب تک اس کام میں کامیابی حاصل نہ کر لوں گا دوسرا کام اپنے اوپر حرام سمجھوں گا۔ اسی لئے انھوں نے چند علماء کے فتوے دے کر چھپنے کے لئے بھیجے ہیں جن کے ذریعے پروپگنڈہ کیا جائے گا۔

جواب :

جو حالات آپ نے لکھے ہیں وہ اس سے کچھ مختلف نہیں ہیں جو پاکستان میں ہر جگہ رونما ہیں۔ ہم اور ہمارے مخالفین، دونوں اپنا اپنا نامہ اعمال خود تیار کر رہے ہیں جن اعمال کو ہم اپنے حساب میں درج کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے کوشاں ہیں اور دوسرے فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کے برعکس ہمارے مخالفین نے اگر اپنے لئے یہی پسند کیا ہے کہ ان کے نامہ اعمال میں ہماری مخالفت ہی سب سے نمایاں مقام پاسے تو ضرور وہ اس کا بہتر نمونہ چڑھ کر انجام دیں۔ ایک وقت آئے گا کہ ہم سب کے ہاتھ میں اپنا اپنا تیار کردہ کارنامہ حیات دیدیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اقرباً حکمتاً کفی بنفسائک الیوم علیک حسرتاً۔

جو مولانا صاحب آپ کے ”لائقہ میں جماعت اسلامی کو بیچ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کا بیڑا اٹھائے پھر رہے ہیں ان کے اعتراضات کا مختصر جواب یہ ہے :

(۱) خطبات کے جس مقام کو مخالفین نے نشانہ ٹھکانا مست بنایا ہے وہ ”زکوٰۃ کی حقیقت“ کے زیر عنوان آپ خود تلاش کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ ابن تہالۃ البرہان کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے ”تم نیکی کے مقام کو نہیں پاسکتے جب تک کہ وہ چیزیں خدا کی راہ میں قربان نہ کرو جو اسے تم کو محبت ہے“ اور اس سے میں نے مراد یہ لی ہے کہ اللہ کا دوست بننے اور اس کی پارٹی (حزب اللہ) میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اللہ کی محبت پر جان، مال، اولاد، نواسہ، وطن، ہر چیز کی محبت کو قربان کر دے۔ اس کے ساتھ ذرا مولانا مضاف علی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ و تشریح پر بھی نگاہ ڈال لیں۔ وہ ترجمہ یہ فرماتے ہیں کہ ”تم خیر کمال کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو قربان نہ کرو گے“ اور اس کی تشریح کہتے ہوئے فرماتے ہیں ”شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت ۳۱ واسطے فرمائی کہ ان کو اپنی ریاست عزیز تھی۔ پس انکے تھاٹھنے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے۔ تو جب تک وہی نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پاویں۔“ (ملاحظہ ہو: معجز نما حقائق شریعت، مطبوعہ ۱۳۵۷ھ، ص ۹۷)۔ اب ہر شخص خود دیکھ لے کہ سیرا ترجمہ ہی مولانا محمود کے ترجمہ سے کچھ زیادہ مختلف ہے اور اس کی تشریح ہی میں معنی کے لحاظ سے کوئی بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد عرض نے میرے ترجمہ و تشریح سے جو معنی نکالے ہیں ان پر دوبارہ ایک نظر ڈال لیجیے۔ آخر میرے ترجمہ و تشریح سے یہ مطلب کیسے نکل آیا کہ جب تک کوئی شخص اپنا سارا مال خدا کی راہ میں جماعت اسلامی کے حوالے نہ کر دے یہ جماعت اس کو نیک اور مسلمان نہیں سمجھتی؟ اس طرح جو لوگ دوسروں کو مفلون کہنے کے لئے اپنی طرف سے غلط باتیں گھڑ کر ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کی یہ حرکت خود ہی ظاہر کر دیتی ہے کہ وہ نفسانیت کی بنا پر مخالفت کر رہے ہیں نہ کہ تلہیت کی بنا پر۔

(۲) دوسری مثال جو مخالفین نے دی ہے اس کو آپ کے دیئے ہوئے حوالے سے میں نے

اپریل ۱۹۳۵ء کے ترجمان القرآن میں نکال کر دیکھا اور معلوم ہوا کہ یہاں آیت نقل کرنے میں واقعی مجھ سے سخت غلطی ہو گئی ہے اور افسوس ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے ترجمہ بھی غلط ہو گیا ہے۔ اس غلطی کو آج تیرہ سال ہو گئے۔ اس دوران میں آج تک نہ میری ہی نگاہ اس پر پڑی اور نہ کسی نے مجھ کو اس طرف توجہ دلائی۔ معترضینِ ہند گ کا شکریہ کہ انہوں نے اس دیدہ ریزی کے ساتھ میری غلطیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور ایسی سخت غلطی پر ان کے ذریعے مجھے متنبہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مجھے سعادت فرمائے، وہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سہو تھا یا دانستہ تحریف۔ بہر حال میرا معاملہ تو اللہ سے ہے۔ معترض بزرگ اگر میڈک کو حاکمِ حقیقی سمجھتے ہیں تو انہیں پورا اختیار ہے کہ اس کو دانستہ تحریفِ قرآن کے جرم کا ایک کھلا ہوا ثبوت کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اس کا جتن فائدہ اس دنیا میں اٹھا سکتے ہوں اٹھائیں۔

اب چند کلمات ان فتوؤں کے متعلق بھی عرض ہیں جو جناب مولانا مہدی حسن صاحب اور مولانا اعجاز علی صاحب اور مولانا فخر الحسن صاحب نے جماعتِ اسلامی کے خلاف صادر فرمائے ہیں۔ ان فتوؤں میں مجرد حکم بیان کیا گیا ہے۔ نہ تو مولانا مہدی حسن صاحب نے یہ بتایا کہ میری کتابوں اور مضامین میں کیا باتیں اہل السنۃ والجماعہ کے طریقہ کے خلاف ہیں اور انہوں نے کہاں سے یہ نتیجہ نکالا کہ میں ”صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے متعلق اچھا خیال نہیں رکھتا اور نہ دین کے متعلق میرے کیا خیالات ہیں جو ان کے نزدیک ٹھیک نہیں ہیں“ اور میں نے کہاں یہ کہہ لیا ہے کہ میں ”بے عمل مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا“ اور نہ مؤخر الذکر دونوں بزرگوں ہی نے کچھ تحریفی سی مزید تکلیف گوارا کر کے وہ زہر پیش کیا جو جماعت کی جانب سے شہر میں ملا کر مسلمانوں کو استعمال کرایا جا رہا ہے اور نہ وہ دلائل ارشاد فرمائے جن کی بنا پر وہ مرزائیوں کو جماعتِ اسلامی کے اسلاف (افسوس کہ دونوں صاحبوں کو شریعتِ آدمیوں کی سی زبان لکھنے کی توفیق بھی میسر نہ ہوئی) قرار دیتے ہیں اور اس جماعت کو ان سے بھی زیادہ دین کے لئے مضر رساں بتاتے ہیں۔ اگر یہ اجمال و اختصار محض عینِ وقت کی وجہ سے ہے، جیسا کہ انہوں نے بیان فرمایا ہے، تو یہ بات نہایت افسوسناک

ہے کہ جن لوگوں کے پاس دلائل و وجوہ بیان کرنے کے لئے وقت نہیں ہے ان کو دوسروں پر اس قسم کے لغو اور مہمل فتوے جرٹنے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات اپنے فتوؤں کے لئے کوئی معقول دلیل اپنے پاس نہیں رکھتے اس لئے انہوں نے محض چند سطر پر حکام جاری کر کے اپنے بغض کی تسکین کا سا ان کیا ہے، تو میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ان کے حق میں خدا سے نیک ہدایت کی دعا کروں۔ بہر حال، آپ امر قبیح پائیں تو ان صاحبوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ آپ پر میرا اور جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا اور عام مسلمانوں کا یہ اخلاقی حق ہے کہ آپ اپنے فتوے کے دلائل و وجوہ بیان فرمائیں۔ ان کی جو بات حق ہوگی اسے قبول کرنے میں انشاء اللہ دریغ نہ کیا جائے گا، اور میں اپنی حد تک یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کبھی اپنی غلطی تسلیم کرنے میں نہ تا مل ہو جائے نہ آئندہ ہوگا؛ بشرطیکہ میری غلطی دلائل سے ثابت کی جائے نہ کہ سبب دھم سے۔ اور اگر انہیں کوئی غلط فہمی لاحق ہوئی ہوگی تو اسے دلائل کے ساتھ رفع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ”ترجمان القرآن“ کے صفحات خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ جس طرح مولانا حکیم عبدالرشید محمود صاحب گنگوہی کا مضمون بے کم و کاست یہاں شائع کر کے اس کا جواب دیا گیا ہے، اسی طرح ان کے ارشادات بھی کسی حذف و ترمیم کے بغیر درج کئے جائیں گے اور جواب حاضر کر دیا جائے گا۔ اشتہار بازوں کے لئے اچھے ہتھیار فراہم کرنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے علمی وقار کے ساتھ سامنے تشریف لائیں اور اپنی پوری بات کہہ کر دوسرے کا پورا جواب سننے کے لئے تیار ہوں۔

دوسرے وہ حضرات بھی جو وقتاً فوقتاً اپنی مجلسوں میں میرے اور جماعت اسلامی کے خلاف اظہار خیال فرماتے رہتے ہیں، میری اس گزارش کے مخاطب ہیں۔ ان سے کہیں سابقہ پیش آئے تو عرض کر دیجئے کہ آپ کی شانِ نقویٰ اور جلالِ قدر کے لحاظ سے یہ طریقہ کچھ موزوں نہیں ہے۔ ادنیٰ یہ ہے کہ شخص متعلق کو اپنے اعتراضات سے آگاہ فرمائیے تاکہ یا تو اس کی اصلاح خیال ہو جائے یا آپ کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ان میں سے اکثر اصحاب نے جماعت اسلامی کی